علمی مضامین سلسلہ نمبر ۷۵

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جوتا حال طبع نہیں ہوسکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تا کہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔(اِدارہ)

علومِ اسلامیہ اور اُن کی بقاء کے لیے اُمت کے فرائض

﴿ شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ ﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

ایک مسلمان اگر یہ معلوم کرنا چاہے کہ میرے معبودِ حقیقی کو کیا چیز پسند ہے اور کیا ناپسند ہے تو اس کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ مشکوۃِ نبوت کی طرف رُجوع کرے ! کیونکہ بہت سے اُمور ایسے ہیں جو اِنسانی عقل کے اِدراک سے باہر ہیں ! مثال کے طور پر نماز ایک اہم ترین رکن اور محبوب ترین عبادت ہے لیکن اگر کوئی شخص طلوعِ فجر سے لے کر طلوعِ آفتاب تک سوائے صبح کی چار رکعتوں کے اور نوافل پڑھنا چاہے اسی طرح عصر کے بعد سے غروبِ آفتاب تک سوائے عصر کی نماز کے اور نفلیں پڑھنا چاہے تو اُسے بجائے ثواب کے گناہ ہوگا ! ! حالانکہ بظاہر وہ نماز ہی پڑھ رہا ہے اور خدا کی یاد میں مصروف ہے ! اسی طرح بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو حق تعالیٰ کو پسند یا ناپسند تھیں اور عقلِ انسانی اُس کے اِدراک سے قاصر تھی اس لیے باری تعالیٰ نے انبیاءِ کرام مبعوث فرمائے اور ہمارے نبی آخر الزمان سرورِ کائنات علیہ الصلوۃ والسلام نے اتنی وضاحت سے احکام بتلائے کہ

اس قسم کی کسی چیز کی کمی نہ رہے آپ کے بعد صحابۂ کرامؓ اور اُن کے شاگردوں نے ان ہی علومِ نبویہ کی اشاعت کی ! اُن پر عمل پیرا رہے ! اور دُنیا کے گوشہ گوشہ میں یہ علوم لے کر پھیلتے چلے گئے ! ! ان کے بعد باعمل علماء سلسلہ وار اِس علم و عمل کے حامل رہے حتی کہ ہمارا زمانہ آیا ! ! !

صحابہ کرامؓ کے شاگردوں سے لے کر آج تک ایسے تمام علماء کے حالات اُن کے علم و عقل کا توازن اور عملی پہلو کا جائزہ ہر زمانے میں لیا جاتا رہا ہے ! ! اس پر بہت کتابیں لکھی گئیں کاوِشیں کی گئیں اور اس علم کا نام ''اسماءُ الرجال'' رکھا گیا ! ! اور بے سند علم کو معتبر نہیں شمار کیا گیا ! جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ یعنی (علومِ دینیہ میں معتبر) علم سیکھنے سے آتا ہے ! یہی علماء وہ مقدس حضرات ہیں جنہیں وارث علومِ نبویہ کہا جائے تو بجا ہوگا ! یہی وہ علم ہے جس کا سیکھنا ہی خود بڑی عبادت ہے ! اور عنداللہ سب سے اعلیٰ فضیلت ہے !

جناب رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ایک ایسے ہی موقع پر ارشاد ہے اَنَا اَعْلَمُکُمْ بِاللّٰہِ [1] میں تم سب سے زیادہ خدا کی معرفت رکھتا ہوں ! امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے استدلال فرمایا کہ علم اور معرفت دل کا کام ہے اس پر بھی دوسری نیکیوں کی طرح اجر ملتا ہے بلکہ یہ سب سے افضل نیکی ہے اور سب کی جڑ ہے نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے ﴿ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴾ [2] کیا علم والے اور بے علم برابر ہوتے ہیں ؟

﴿ وَمَا یَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴾ [3] اور اِن کو سمجھتے وہی ہیں جو علم والے ہیں

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ص ۱۶ پر علم کی فضیلت بیان کرنے کے لیے ایک باب تحریر فرمایا ہے اُس میں آیات واحادیث کے جملے لے کر ارشاد فرماتے ہیں :

بَابُ : اَلْعِلْمُ قَبْلَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ : لِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ﴾ فَبَدَأَ بِالْعِلْمِ وَ اَنَّ الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَرَّثُوا الْعِلْمَ مَنْ أَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَطْلُبُ بِهٖ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ .

---

[1] بخاری شریف کتاب الایمان باب قول النبی ﷺ انا اعلمکم باللّٰہ

[2] سُورۂ زمر : ۹ [3] سُورۃ العنکبوت : ۴۳

''علم'' یعنی جاننا ! بولنے اور عمل کرنے (دونوں ہی) سے پہلے (ضروری) ہے کیونکہ باری تعالیٰ کا اِرشاد ہے فَاعْلَمْ یعنی جانئے کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں، پہلے ''فَاعْلَمْ'' فرما کر علم کو مقدم فرمایا ! اور یہ کہ علماء ہی یقیناً انبیاءِ کرام کے وارث ہیں ! انبیاء نے علم کا ترکہ چھوڑا ہے ! جس نے علم حاصل کیا اُس نے بڑا حصہ حاصل کیا اور جو علم حاصل کرنے کے لیے راستہ چلتا ہے اللہ تعالیٰ جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں ! ! !

ارشادِ ربانی ہے ﴿اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَآءُ ﴾(سُورۂ فاطر : ۲۸)

''اللہ سے اُس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں''

یہی وہ علم ہے جس کی اشاعت کے بارے میں دربارِ رسالت سے حکم ہوا

لِیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ ''جو موجود ہیں وہ غیر موجود لوگوں تک پہنچائیں''

لہٰذا سب سے پہلے صحابۂ کرامؓ نے اشاعتِ علومِ دینیہ میں مستعدی سے کام لیا اور اُس پر عمل کرنے میں کبھی کوتاہی نہیں کی ! ! !

قَالَ اَبُوْذَرٍّ : لَوْ وَضَعْتُمُ الصَّمْصَامَۃَ عَلٰی ھٰذِہٖ وَ أَشَارَ اِلٰی قَفَاہُ ثُمَّ ظَنَنْتُ أَنِّیْ اُنَفِّذُ کَلِمَۃً سَمِعْتُھَا مِنَ النَّبِیِّ ﷺ قَبْلَ اَنْ تُجِیْزُوْا عَلَیَّ لَاَنْفَذْتُھَا .[1]

''حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اس پر تلوار رکھ دو اور اپنی گدی کی طرف اشارہ فرمایا پھر میں یہ اندازہ کروں کہ میں ایک کلمہ بھی جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے تلوار چلنے سے پہلے زبان سے ادا کرسکتا ہوں تو میں ضرور زبان سے ادا کروں گا''

اسی بنا پر اِس علم کے حاصل کرنے لیے صحابۂ کرامؓ تک نے بھی سفر کیے ہیں

رَحَلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ مَسِیْرَۃَ شَھْرٍ اِلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اُنَیْسٍ فِیْ حَدِیْثٍ وَّاحِدٍ [2]

---

[1] بخاری شریف کتاب العلم باب العلم قبل القول و العمل

[2] بخاری شریف کتاب العلم باب الخروج فی طلب العلم

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ کے پاس صرف ایک حدیث کے لیے ایک ماہ کی مسافت والا سفر کیا ''

علمِ دین حاصل کرنے میں صحابیات کے شغف کا بھی یہی حال تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

نِعْمَ النِّسَآءُ نِسَآءُ الْاَنْصَارِ لَمْ یَمْنَعُهُنَّ الْحَیَاءُ اَنْ یَّتَفَقَّهْنَ فِی الدِّیْنِ [۱]

''انصار کی عورتیں بہت ہی اچھی ہیں اُنہیں دین میں گہری بصیرت (فقہ) حاصل کرنے سے شرم مانع نہیں ہوتی''

اسی لیے حضرت مجاہد رحمة اللہ علیہ فرماتے تھے لَا یَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ مُسْتَحْیٍ وَّلَا مُسْتَکْبِرٌ [۲]

''سیکھنے میں شرمانے والا اور متکبر علم نہیں حاصل کر سکتے ''

غرض یہ چند سطور اس لیے لکھی گئی ہیں کہ علم دین کی فضیلت معلوم ہو اور ہر آدمی چاہے وہ جس عمر کا ہو اور کسی بھی حیثیت کا ہو علمِ دین حاصل کرنے میں دریغ نہ کرے ! اپنے مشاغل جاری رکھتے ہوئے بھی علم کے لیے تھوڑا بہت وقت نکالے ! اور ایسے علماء سے جو متبعِ سنت ہوں علم حاصل کرنے کے لیے رُجوع کرے ! یہ نیکی عند اللہ سب سے بڑی نیکی ہے اور اس کے افضل ہونے کا ثبوت قرآنِ کریم اور احادیث سے ملتا ہے ! ! ہم ایسے دور سے گزر رہے ہیں جو پُر فتن ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ اَوْ لَیُوْشِکَنَّ اللّٰهُ اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِنْ عِنْدِهٖ ثُمَّ لَتَدْعُنَّهٗ وَلَا یُسْتَجَابُ لَکُمْ . [۳]

''قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم لوگ ضرور اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ قریب ہے کہ باری تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے عذاب بھیجیں پھر تم اُس سے دعا مانگو گے اور تمہاری دعا قبول نہ ہوگی''

---

[۱] بخاری شریف کتاب العلم باب الحیاء فی العلم [۲] ایضًا

[۳] مشکوة شریف کتاب الاداب باب الامر بالمعروف رقم الحدیث ۵۱۴۰

یہ کس قدر ہیبت ناک وعید ہے کہ دُعا بھی قبول نہ ہو اِس کی ہم مضمون بہت سی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ برائی سے روکنا اور اچھائی کی تعلیم دینا ضروری ہے ورنہ شدید گرفت کا اندیشہ ہے ! ! ! حدیث شریف میں آتا ہے :

اَوْحَی اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اِلٰی جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنِ اقْلِبْ مَدِیْنَۃَ کَذَا وَ کَذَا بِاَھْلِھَا قَالَ یَا رَبِّ اِنَّ فِیْھِمْ عَبْدَکَ فُلَانًا لَمْ یَعْصِکَ طَرْفَۃَ عَیْنٍ قَالَ فَقَالَ اَقْلِبْھَا عَلَیْہِ وَ عَلَیْھِمْ فَاِنَّ وَجْھَہٗ لَمْ یَتَمَعَّرْ فِیَّ سَاعَۃً قَطُّ.[1]

''باری تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ فلاں شہر کو باشندوں سمیت پلٹ دو ! وہ عرض کرنے لگے اُن میں تیرا فلاں بندہ ہے جس نے ایک پلک جھپکنے کی مقدار بھی تیری نافرمانی نہیں کی ! اِرشاد ہوا کہ اِس شہر کو اِس پر اور (تمام) باشندوں پر پلٹ دو کیونکہ (وہ میری نافرمانی دیکھتا تھا اور) کبھی ایسا نہ ہوا کہ میری نافرمانی دیکھ کر اُس نے منہ بھی بسورا ہو''

یہ اہم ترین کام بغیر کمالِ علمی کے انجام دینا ممکن نہیں، عام اور معمولی حالات میں ہر آدمی اپنے ساتھی اور گھر کے افراد کی غلطی پہچان سکتا ہے اور بتلا سکتا ہے لیکن یہ بہت ہی معمولی باتوں تک محدود ہے۔ اگر لین دین، خرید فروخت اور معاملات کے ہزاروں مسائل دیکھے جائیں تو ایک نیک آدمی باوجودیکہ وہ نیک ہوتا ہے ان سے بالکل ناآشنا رہتا ہے ! اور اُسے ان چیزوں میں علماء کی طرف رُجوع کرنا پڑتا ہے ! اسی لیے باری تعالیٰ نے ہر گروہ اور علاقہ میں سے ایک آدھ آدمی پر (مکمل) علمِ دین سیکھنا فرض فرمادیا۔

﴿ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ مِّنْھُمْ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ وَ لِیُنْذِرُوْا قَوْمَھُمْ اِذَا رَجَعُوْآ اِلَیْھِمْ لَعَلَّھُمْ یَحْذَرُوْنَ ﴾[2]

''تو ایسا کیوں نہیں کیا جدا جدا آبادیوں میں سے ایک ایک حصہ نکلتا تاکہ دین میں سمجھ پیدا کریں تاکہ وہ بچتے رہیں ! جب اپنی قوم میں لوٹ کر آئیں تو اُنہیں خبر پہنچائیں''

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الاداب رقم الحدیث ۵۱۵۲ [2] سُورۃ التوبۃ : ۱۲۲

﴿ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ ۱

''اور چاہیے کہ رہے تم میں ایک جماعت ایسی جو نیک کام کی طرف بلاتی رہے اور اچھے کاموں کا حکم کرتی رہے اور برائی سے منع کرتی رہے اور یہی لوگ اپنی مراد پانے والے ہیں''

اس لیے آپ جملہ معاونینِ مدارس پر ضروری ہوتا ہے کہ اپنی اولاد میں جس طرح دُنیاوی علوم کا شوق پیدا کر کے دوسری تعلیم دلاتے ہیں دینی تعلیم بھی دلائیں ! اگر اعلیٰ حیثیت اور اعلیٰ خاندانوں والے افراد اس طرف توجہ نہیں کریں گے تو اِس بے توجہی سے پیدا ہونے والے نقصانات کی ذمہ داری اُن ہی پر عائد ہوگی ! اور ایسے علماء کا فقدان جو اعلیٰ خاندانوں سے تعلق رکھتے ہوں اور اُونچی حیثیت کے گھرانوں کے چشم و چراغ ہوں ایک طرح کا وبال بن سکتا ہے ! کیونکہ ضرورت اس اَمر کی ہے کہ ہر طبقہ کو کھٹکھٹایا جاسکے ! اور بے دھڑک احکامِ الٰہیہ ہر سطح کے لوگوں تک پہنچائے جاسکیں ! اور یہ بات پوری طرح اُسی وقت حاصل ہوگی جب ہر طبقہ میں علماء کا وجود ہو ! ! اور ایسے وقت کہ جب لوگ غفلت میں ہوں خدمتِ دین کرنے والوں کو اِنتہا درجہ بڑے ثواب کی بشارت دی گئی ہے ! ! حدیث میں ارشاد ہوا :

سَيَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَوْمٌ لَّهُمْ مِثْلُ اَجْرِ اَوَّلِهِمْ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُقَاتِلُوْنَ اَهْلَ الْفِتَنِ . ۲

''اس اُمت کے آخر میں ایسے لوگ ہوں گے کہ اُنہیں اِن جیسا اَجر مل جائے گا جو پہلوں کو ملا ہے وہ لوگ وہ ہوں گے جو اچھی باتیں بتلائیں گے برائی سے روکیں گے اور فتنہ پردازوں سے مقابلہ کریں گے''

---

۱ سُورۂ اٰلِ عمران : ۱۰۴

۲ مشکوۃ شریف کتاب المناقب باب ثواب ھذہ الامۃ رقم الحدیث ۶۲۸۹

نیز ایسے ہی لوگوں سے خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے اُن کی تسلی کے لیے ارشاد فرمایا :

مَثَلُ اُمَّتِیْ مَثَلُ الْمَطَرِ لَا یُدْرٰی اَوَّلُہٗ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُہٗ .[1]

''میری اُمت کی مثال بارش کی سی ہے کہ یہ نہیں پتہ چلتا کہ بارش کا پہلا جھلا زیادہ بہتر تھا یا آخری حصہ''

ان دونوں روایتوں سے ثواب کی زیادتی معلوم ہو رہی ہے اور درجہ اُن کا ہی بڑا ہے جو پہلے گزرے کیونکہ ہماری ہر نیکی میں وہ شریک ہیں اور اُن کی وجہ سے ہم تک دین پہنچا۔

یہاں تک کے مضمون کا خلاصہ یہ ہوا کہ

(۱) بندے پر اَحکامِ الٰہیہ کی اطاعت اور اَنبیاءِ کرام کے بتلائے ہوئے احکام پر چلنا واجب ہے کیونکہ ہر اُس چیز تک کہ جس میں خداوندِ قدوس کی رضامندی ہو بندہ کی رسائی ممکن نہیں ہوتی ، بہت سی چیزیں عقل سے بالا ہوتی ہیں جنہیں بتلانے کے لیے اَنبیاءِ کرام کی بعثت ہوا کرتی تھی۔

(۲) علمِ دین مستند، معتبر اور متبعِ سنت علماء سے حاصل کرنا چاہیے۔

(۳) علمِ دین ہی وہ علم ہے جو اَنبیاءِ کرام کا ترکہ ہے اور اِس کا سیکھنا سب سے افضل عبادت ہے اور یہ سب سے مقدم ہے۔

(بحوالہ ہفت روزہ خدام الدین ۳ر فروری ۱۹۶۷ء)

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب المناقب باب ثواب ھذہ الامۃ رقم الحدیث ۶۲۸۶